س ۴

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

۳۰

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسائل ھٰذا کے بارے میں۔

① "ماھنامہ البلاغ" شمارہ ۹، جلد ۴۲ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ میں مولانا محمد امجد قاسمی ندوی صاحب کا مضمون "معاملات کے بارے میں ہماری کوتاہیاں اور گناہ" چھپا، اسمیں ایک جملہ "اسلام کا یہ حکم کتنا عظیم ہیکہ: تعاشروا کالإخوان وتعاملوا کالأجانب" کے بارے میں دریافت کرنا ہے کہ یہ حدیث مبارکہ ہے یا کسی کا قول۔ اگر حدیث شریف ہے تو عربی متن اور حوالہ کتب مطلوب ہے اور اگر قول ہے تو "اسلام کا یہ حکم کتنا عظیم ہے" کا کیا مطلب ہے؟

② حدیث کا عربی متن پڑھتے وقت اگر طالب علم اعراب، نقطوں، یا مخارج میں ایسی غلطی کر جائے جس سے معنی بدل جائیں عام ہے کہ یہ غلطی اس کی علمی استعداد کی کمی کی وجہ سے ہو یا غفلت ولاپرواہی کیوجہ سے۔ کیا یہ متعلم اس وعید میں داخل ہوگا "من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار"؟

عند الزید: یہ متعلم وعید میں داخل ہوگا اس لیے یہ مذکورہ تبدیل شدہ کلمات "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کر رہا ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے

عند العمرو: یہ وعید میں داخل نہ ہوگا اس لیے کہ "متعمداً" نہیں ہے بلکہ یہ تو اپنی جہالت کی وجہ سے معذور ہے۔ دونوں کے مسلک کی تصویب وتردید مطلوب ہے؟

③ نیز اگر بعد میں "أو کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ لیا کرے تو کیا ایسی غلطیوں کا تدارک ہو جائیگا؟

④ علاوہ ازیں! اگر کوئی متعلم کسی حدیث میں توجیہ وتاویل اپنی طرف سے کرے اور وہ بظاہر مفہوم حدیث کے مخالف نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

فقط

المستفتی

محمد راشد ڈسکوی

۱۷ ذیلقعدہ ۱۴۲۸ھ

(جوابات منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

دار الافتاء

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ یہ الفاظ "تعاشروا كالإخوان وتعاملوا كالأجانب" حدیث کے کسی مجموعے میں ہمیں نہیں ملے، یہاں تک کہ ضعیف اور موضوع أحادیث کے مجموعے "موسوعة الأحاديث الضعيفة والموضوعة" میں بھی تلاشِ بسیار کے باوجود ہمیں نہیں ملے، البتہ صاحب "المستطرف في كل فن مستظرف" نے باب "أمثال العامة والمولدين" کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے، جس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کے الفاظ نہیں بلکہ کسی کا قول ہے۔

لهذا اس مقولہ کو بطورِ حدیث یا اسلام کے حکم کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔

فاضل مضمون نگار نے اس جملے کے بارے میں جو یہ کہا ہے کہ "اسلام کا یہ حکم کتنا عظیم ہے" اس کی وجہ بظاہر یہ ہوگی کہ اگرچہ یہ الفاظ حدیث کے نہیں ہیں لیکن اس کا نفسِ مضمون کسی شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہے، بہت سی أحادیث میں حسنِ معاشرت اور حسنِ سلوک کی ترغیب آئی ہے تو چونکہ عموماً آدمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے اسی وجہ سے اس مقولہ میں کہا گیا ہے کہ جس طرح تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ معاشرت سے پیش آتے ہو اسی طرح عام لوگوں کے ساتھ بھی حسنِ معاشرت اختیار کرو، اور اسی طرح بہت سی أحادیث میں صفائی معاملات کی اہمیت آئی ہے اور چونکہ آدمی عموماً اجنبی لوگوں کے ساتھ لین دین کے معاملے میں بہت احتیاط سے کام لیتا ہے تو

(جاری ہے ۔۔۔)

Scanned by CamScanner

قول میں بھی یہی بتلایا گیا ہے کہ تم جس طرح اجنبی لوگوں کے ساتھ
لین دین میں احتیاط برتتے ہو اسی طرح اپنے رشتہ داروں کے ساتھ
لین دین میں بھی احتیاط برتو، کیونکہ عموماً لین دین میں ذرا سی بے احتیاطی
کی وجہ سے دل میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بھی حقوق العباد
سے متعلق اور بندوں کے حق کا معاملہ انتہائی اہم ہے جو صاحب حق سے
معاف کرائے بغیر یا اسکے حق کی ادائیگی کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

وفی المستطرف فی کل فن مستظرف ۲/۲۰۷
تزاوروا ولا تجاوروا تعاشروا کالاخوان وتعاملوا
کالاجانب۔

(۲) طالبعلم پر لازم ہے کہ عبارت پڑھنے سے پہلے عبارت کا اچھی
طرح مطالعہ کرے اور اگر اسکی صرف ونحو کمزور ہے تو وہ کسی ایسے ساتھی سے
جو صرف ونحو میں اچھا ہو عبارت سنا کر اعراب وغیرہ کی تصحیح کروا کر
عبارت پڑھے اسکے بعد بھی اگر اعراب وغیرہ کی غلطی ہو جائے تو
انشاءاللہ وہ اس وعید کے تحت داخل نہیں ہوگا۔

البتہ اگر طالبعلم پہلے سے عبارت کی تیاری کرکے نہیں آیا اور اسکی
صرف ونحو بھی کمزور ہے پھر وہ عبارت پڑھتا ہے اور اسمیں اعراب کی
یا نقطوں کی یا الفاظ کے پڑھنے میں غلطی کرتا ہے تو اگر صرف نقطوں کی
تبدیلی ہوئی ہو تو اس کو علم اصولِ حدیث میں تصحیف اور اگر الفاظ
تبدیل ہو گئے ہیں تو اس کو تحریف کہتے ہیں، محدثین کرام رحمہم اللہ نے

Scanned by CamScanner

تصحیف وتحریف کے مرتکب شخص کو قابل مذمت قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسا شخص اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ وہ عبارت پڑھے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں اگر اس تصحیف وتحریف کی وجہ سے معنی یا مطلب تبدیل ہو جائے تو اندیشہ ہے کہ وہ اس حدیث شریف "من کذب علی متعمداً الخ" کی وعید کے تحت داخل ہو جائیگا۔

اساتذہ کرام کو بھی چاہیئے کہ ایسے طالبعلم سے عبارت نہ پڑھوائیں بلکہ ایسے طالبعلم کو عبارت پڑھنے کا کہیں جو صرف ونحو میں اچھا ہو اور عبارت صحیح پڑھتا ہو۔

وفی فتح المغیث شرح ألفیۃ الحدیث للعراقی (٣/٦٨)

وكذا صنف فيه الخطابى وابن الجوزى لا لمجرد الطعن بذلك من أحد منهم فى واحد ممن صحف ولا لوضع منه وإن كان الكثير منه ملوماً والمشتهر بين النقاد مذموماً بل إيثاراً لبيان الصواب واشتهاره بين الطلاب ولهذا لما ذكر الخطيب فى جامعه أنه عيّب جماعة من الطلبة بتصحيفهم فى الأسانيد والمتون ودوّن عنهم ما صحفوه ليكون داعياً لمن وقف عليه إلى التحفظ من مثله إن شاء الله تعالى وينبغى لقارئ الحديث أن يتفكر فيما يقرأه حتى يسلم منه وقول العسكرى

(جاری ہے)

إنه قد عيب بالتصحيف جماعة من العلماء وفضح به كثير من الأدباء وسمّوا الصحفة ونهى العلماء عن الحمل عنهم محمول على المتكرر منه ذلك ولا يكاد يسلم من زلة وخطاء إلا من عصمه الله.

وفي فتح الملهم ١/١٦٠

المصحف: هو ما وقعت المخالفة فيه بتغيير النقط في الكلمة مع بقاء صورة الخط فيها.

والمحرف: هو ما وقعت المخالفة فيه بتغيير الشكل في الكلمة مع بقاء صورة الخط فيها.———— وإن كان الكثير منه ملومًا ومشتهرًا بين النقاد مذمومًا، بل إيثارًا لبيان الصواب واشتهارًا له بين الطلاب ليكون داعيًا لمن وقف عليه إلى التحفظ من مثله إن شاء الله لا سيما وينبغي لقارئ الحديث أن يتفكر فيما يقرأه حتى يسلم منه.

وفي تيسير مصطلح الحديث (ص: ١١٣)

المصحف هو تغيير الكلمة في الحديث إلى غير ما رواها الثقات لفظًا ومعنى. وحكمه: إذا صدر من الراوي نادرًا فإنه لا يقدح في ضبطه لا يسلم من الخطاء والتصحيف أحد، وإذا كثر ذلك منه فإنه يقدح في ضبطه ويدل على خفته وأنه ليس من أهل هذا الشأن، والسبب يكون غالبًا في وقوع الراوي

(جاري ...)

في التصحيف وأخذ الحديث من بطون الكتب والصحف
وعدم تلقيه من الشيوخ والمدرسين ولذلك حذر
الأئمة من أخذ الحديث عمن هذا شأنهم وقالوا: لا يؤخذ
الحديث من صحفي.

وفي إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق للإمام النووي رحمه الله (١/٤٢١)

ينبغي للمحدث أن لا يروي حديثه بقراءة لحان أو مصحّف
فحق على طالب أن يتعلم من النحو واللغة ما يسلم به
من اللحن والتصحيف وقال الأصمعي: إن أخوف ما أخاف
على طالب العلم إذا لم يعرف النحو أن يدخل في
قول النبي صلى الله عليه وسلم: من كذب عليّ متعمداً الخ
لأنه لم يكن يلحن فمهما رويت عنه ولحنت كذبت عليه
وسبيله في السلامة من التصحيف أخذه
من أفواه أهل المعرفة والتحقيق فمن حرم ذلك
وأخذ من الكتب وقع في التحريف ولم يسلم من التصحيف.

وفي الحاشية: قال الصنعاني: وإنما قال الأصمعي
أخاف ولم يجزم لأن من لم يعلم
بالعربية وإن لحن لم يكن متعمداً.

(٣) "أو كما قال عليه السلام" کے الفاظ اس وقت کہے جاتے
ہیں جب کسی لفظ سے متعلق شبہ پیدا ہو جائے اور وہ لفظ صحیح طور

(جاری ہے)

پھر اسکو معلوم نہ ہو اور وہ اسی طرح پڑھے تو اس کے بعد " أو كما قال " کہا جائے یا جب الفاظِ حدیث یاد نہ ہوں اور وہ روایت بالمعنی کرے تو یہ الفاظ کہے جائیں، جبکہ عبارت پڑھتے ہوئے حدیث کے الفاظ کے متعلق شبہ نہیں ہوتا کیونکہ حدیث شریف اسکے سامنے لکھی ہوئی موجود ہے، صرف اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کے اعراب وغیرہ کی صحیح تعیین نہیں کر سکتا تو ایسی صورت میں " أو كما قال عليه السلام " کہنے سے اس غلطی کی تلافی نہیں ہوگی بلکہ استاد یا کسی معتبر ساتھی سے اس لفظ کی تصحیح کرانا ضروری ہے۔

وفي شرح مسلم للنووي رحمه الله ١/٨

قال العلماء وينبغي للراوي وقارئ الحديث إذا اشتبه عليه لفظه فقرأها على الشك أن يقول عقيبه " أو كما قال " ـــ وقال العلماء ويستحب لمن روى بالمعنى أن يقول بعده " أو كما قال " أو نحو هذا كما فعلته الصحابة ومن بعدهم۔

وفي تدريب الراوي (ص: ٣١٢)

وينبغي للراوي بالمعنى أن يقول عقيبه أو كما قال أو نحوه أو شبهه أو ما أشبهه هذا من الألفاظ وإذا اشتبهت على القارئ فحسن أن يقول بعد قراءتها على الشك " أو كما قال " لتضمنه إجازة وإذنا في صوابها إذا بان ـــــــ (جاری ہے ـ ـ)

دار الافتاء

(۵) جب تک قرآن وحدیث اور دیگر علوم اسلام کی مکمل واقفیت، رسوخ فی العلم اور قرآن وحدیث کی درس وتدریس میں ایک عمر نہ گزر گئی ہو اور تمام متعلقہ نصوص پر اسکو عبور نہ ہوا ہو اس وقت تک قرآن وحدیث کی کسی قسم کی تشریح یا اسکی کسی قسم کی اپنی طرف سے توجیہ وتاویل کرنا ہرگز جائز نہیں ہے اگر کوئی اپنی طرف سے کوئی توجیہ وتاویل کرلے تو جب تک کسی متبحر عالم سے اسکی تصدیق نہ کرالے یا کسی مستند شرح حدیث کی کتاب میں نہ پڑھ لے اس وقت اسکو آگے بیان نہ کرے۔

صرف درس نظامی پڑھ لینے سے آدمی اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ قرآن وحدیث کی اپنی طرف سے کوئی تشریح یا اسکی اپنی طرف سے کوئی توجیہ وتاویل کرے، جب تک درجہ کمال حاصل نہ ہو اس وقت تک حدیث میں بھی کسی قسم کی توجیہ وتاویل کو علماء نے حرام لکھا ہے۔

دار الافتاء

وفی الالماع (ص: ۱۳۸)

وكذلك اختلافهم في ..... استخراج نكتة منه وسنة لا تعلق بما بقي كاختلافهم في الحديث على المعنى وهذا أخف لأهل العلم بتفاصيل الكلام وقد تقصينا الكلام في الإكمال۔

وفی إكمال المعلم (۱/۹۴)

وذهب المحققون إلى أن الراوي ممن يستقل لفهم الكلام ومعانيه ويعرف مقاصده ويفرق بين الظاهر والأظهر والمحتمل والنص فجائز له الحديث على المعنى إذا لم يحتمل عنده سواه

(جاری ہے)

Scanned by CamScanner

وفهم له فهمًا جليًا معناه وحكى غير واحد وعنى هذا عن مالك وأبي حنيفة
والشافعي وكذلك جوّزوا الحديث إذا لم يكن مرتبطًا بشيء قبله ولا بعده
ارتباطًا يخل معناه وكذلك إن جمع الحديث حكمين أو أمرين كل واحد
مستقل بنفسه غير مرتبط لصاحبه فله الحديث بأحدهما وعلى هذا كافة
الناس ومذاهب الأئمة وعليه صنف المصنفون كتبهم على
الأبواب وفصلوا الحديث الواحد أجزاءً بحكمها واستخرجوا النكت
والسنن في الأحاديث الطوال.... لكن لحماية الباب من تسلط
من لا يخفى وغلط الجهلة في نفوسهم وظنهم المعرفة مع القصور
يجب سدّ هذا الباب، إذا فعل هذا من لم يبلغ درجة
الكمال في معرفة المعاني حرام بالاتفاق ـــــ والله سبحانه أعلم

عطاء الرحمن عفا الله عنه
دار الإفتاء دار العلوم كراتشي
١٦/١/١٤٢٩ھ

الجواب صحيح
محمد عبد المنان عفي عنه
١٦/١/١٤٢٩ھ

الجواب صحيح
بنده محمود أشرف غفر الله له
١٦/١/١٤٢٩ھ

دار الإفتاء — فتوى نمبر ١٠٢٢/٣ — مورخہ ١٦/١/٢٩ھ — الجامعة دار العلوم كراتشي

نائب مفتي — الجامعة دار العلوم كراتشي

نائب مفتي — الجامعة دار العلوم كراتشي